بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا۔ أَمَّا بَعْدُ:

067: باب 31- حصہ دوم-اللہ تعالیٰ کا ڈر اور خوف۔

[آیت(العنکبوت:10)،(شعب الایمان:207)،(جامع الترمذی:2414)]

كتاب التوحيد الذي هو حق الله على العبيد للامام الشیخ العلامہ محمد بن عبد الوہاب التمیمی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عظیم کتاب کی شرح کا درس جاری ہے اور پچھلے درس میں "باب قول الله تعالیٰ" ﴿إِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ﴾(آل عمران:175) اللہ تعالیٰ کا ڈر اور خوف کے متعلق ہم بات کر رہے تھے اس باب میں اور پچھلے درس میں دو آیتوں پر بات کی تھی اور اہم فوائد اور پیغام بیان کیے تھے شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وقول الله تعالیٰ" (اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان) ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّقُوۡلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَاۤ اُوۡذِىَ فِى اللّٰهِ جَعَلَ فِتۡنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ﴾(العنکبوت:10) (اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے ہیں مگر جب ان کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ لوگوں کی تکلیف کو یوں سمجھتے ہیں جیسے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ہو)۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ ہمیں خبر دیتے ہیں بعض لوگوں کے متعلق ﴿وَمِنَ النَّاسِ﴾ سارے لوگ نہیں ہیں لیکن بعض لوگ ایسے ہیں ان بعض لوگوں کی نشانی اور خصلت یہ ہے وہ کہتے ہیں ہم مومن ہیں اللہ تعالیٰ پر ایمان لا چکے ہیں یقین کے ساتھ، یہ وہ دعویٰ کرتے ہیں لیکن جب اللہ تعالیٰ ان سے امتحان لیتا ہے ان کے اس دعوے کا اور کوئی تکلیف ان پر نازل ہوتی ہے کوئی مصیبت نازل ہوتی ہے تو وہ فوراً کہتے ہیں کہ لوگوں کا فتنہ یہ جو امتحان ہے یا یہ جو تکلیف پہنچی ہے اس سے وہ اپنے ربّ سے دور ہو جاتے ہیں اور نعوذ باللہ کفر کا راستہ اختیار کر لیتے ہیں، صبر تحمل نہیں جانتے ان کی ساری زندگی اسی کشمکش میں گزرتی ہے "ارے ہم نے کلمہ تو پڑھ لیا ہے لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم پر مصیبتوں پر مصیبتیں آتی رہیں گی" اور مصیبتیں جب آتی ہیں امتحان کے لیے تو وہ فوراً دین سے خارج ہو جاتے ہیں کفر کا راستہ اختیار کر لیتے ہیں چاہے وہ قولی کفر ہو یا عملی کفر ہو یا اعتقادی کفر ہو برداشت کا مادہ نہیں ہے ان کے پاس۔

اس کی دوسری صورت یہ ہے کہ لوگوں کاڈر یعنی لوگ کہ کسی نے جنگ کی ہے۔ جہاد میں کیا ہوتا ہے؟ حق اور باطل کی آپس میں جنگ ہوتی ہے جب دیکھا تلوار سر پر ہے اور کافر مارنا چاہتا ہے تو کہتے ہیں یہ کون سا دین ہے جس میں موت ہی موت ہے (نعوذ باللہ)، میں نے کلمہ پڑھا ہے جان بچانے کے لیے یا کلمہ پڑھا ہے اپنی جان لینے کے لیے! تو لوگوں کا ڈر ان کے دل میں اتنا بڑھ جاتا ہے کہ وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتے ہیں یہ بھی ڈر کی ایک صورت ہے کیونکہ ڈر کی بعض صورتیں پچھلے درس میں جان چکے ہیں ایک صورت یہ بھی ہے ڈر کی جو انسان کو دائرۂ اسلام سے خارج کر دیتی ہے کہ لوگوں کا ڈر دل میں اتنا بیٹھ جائے کہ اللہ تعالیٰ کا ڈر ہی ختم ہو جائے اور اتنا ختم ہو جائے کہ ایمان کا بھی خاتمہ ہو جائے نعوذ باللہ۔

یہاں پر یاد رکھیں کہ جو تکلیف پہنچ رہی ہے وہ کس لیے پہنچ رہی ہے؟ ﴿أُوذِيَ فِي اللَّهِ﴾ ذرا اس پر غور فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہی یعنی اس کے ایمان کی وجہ سے ہی اسے تکلیف پہنچی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنا جان اور مال سب کچھ قربان کر دیا اس دین کے لیے ایک قدم پیچھے نہ ہٹے ان کو یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان ہے اور اِس امتحان کی کامیابی کا مطلب ہے اُس امتحان میں کامیابی ہے، انہوں نے پرواہ نہ کی گھر جاتا ہے چلا جائے صرف گھر ہی نہیں پورا شہر چھوڑ دیا گھر والے جاتے ہیں چلے جائیں۔

سیدنا ابو سلمہ اور سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہم کا قصہ مشہور ہے۔ سیدنا ابو سلمہ اور سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہم اُن کا بیٹا ہجرت کا وقت آیا مومن گھرانا ہے پکڑ لیا اور دونوں کے والدین جو تھے کافر تھے انہوں نے کہا سیدنا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کا جو سسرال ہے سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے والدین کہ تمہاری وجہ سے ہماری بیٹی کے ساتھ یہ مسئلہ ہوا ہے اب دشمنی اتنی بڑھ گئی ہے مشرکوں کی کہ تم لوگ بھی اس کی زد میں آچکے ہو ہمیں بدنام کر دیا ہے پورے معاشرے میں پوری قوم میں اس لیے ہم تمہیں چھوڑنے والے نہیں۔

تو اپنی بیٹی کو لے گئے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے والدین نے کہا کہ بچہ تو ہمارا ہے تم لوگ کہاں لے کر جا رہے ہو؟! ایک ہاتھ سے دادا نے پکڑا ایک ہاتھ سے نانا نے پکڑا زور سے کھینچا یہ ہڈی نکل گئی کندھے کی ہڈی نکل گئی اور والد دیکھ رہا ہے بے چارا والدہ دیکھ رہی ہے ایمان کی وجہ سے امتحان لیکن منہ سے اُف تک نہ نکلی اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتے ہوئے مکہ کو چھوڑ دیا اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مدینہ جا پہنچے۔

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا قصہ ہم سب جانتے ہیں کہ پورے گھرانے کو عذاب میں رکھا ہوا تھا، اُن کی آنکھوں کے سامنے اُن کی والدہ کے دو ٹکڑے کر دیئے ابو جہل نے لیکن اللہ تعالیٰ نے اتنی ثابت قدمی عطا فرمائی اتنا ایمان تھا اللہ تعالیٰ کا ڈر تھا، امید

تھی اللہ تعالیٰ سے، محبت تھی اللہ تعالیٰ سے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وعدے پر اُن کو یقین تھا "صبراً آلَ یَاسِرٍ فَإِنَّ مَوْعِدَكُمُ الْجَنَّةُ" (آل یاسر صبر کرو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے جنت کا تم لوگوں سے)۔

اس دنیا میں رہتے ہوئے وہ جنت کو اپنے دل میں محسوس کرتے تھے نہ تو کوڑے اُن پر اثر کرتے تھے نہ تلواروں کے زخم اُن پر اثر کرتے تھے! اثر کا مطلب یہ نہیں کہ وہ انسان نہیں تھے کوئی تکلیف نہیں ہوتی تھی، بشر تھے ہماری طرح انسان تھے درد اُن کو بھی ہوتا تھا لیکن تکلیف کی وقعت، اُس کی پرواہ نہیں کرتے تھے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، یہ خون جو زمین پر گر رہا ہے یہ اللہ تعالیٰ کے لیے گر رہا ہے۔

آج بعض لوگوں کا خون گرتا ہے ٹھوکریں وہ بھی کھاتے ہیں کہاں پر خون گرتا ہے؟! یا تو شراب خانے میں یا تو مہ خانے میں نعوذ باللہ، یا زنا خانے میں۔ اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک قطرہ خون کا نکلتا ہے اُس سے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

لوگوں کا ڈر اور اللہ تعالیٰ کا ڈر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مثال قائم کر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ڈر کے سامنے کسی مخلوق کے ڈر کی کوئی بھی حیثیت نہیں ہے یہ مخلوق کوئی بھی کیوں نہ ہو۔ جان جاتی ہے چلی جائے، مال جاتا ہے چلا جائے ہم اس دین کے لیے سب کچھ قربان کر سکتے ہیں۔

اور بعض لوگوں کا حال کیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ﴾ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے صرف زبان سے نہیں کہا، یاد رکھیں صرف زبان سے نہیں کہا بلکہ زبان سے کہتے ہوئے دل پر یقین اور اقرار تھا اور اس کا اثر پورے بدن پر ہوا اور یہ لوگ بعض لوگ جو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے کر آئے ہیں امتحان اللہ تعالیٰ نے ان سے بھی لیا۔ اچھا یاد رکھیں امتحان کی بات ہو رہی ہے اللہ تعالیٰ کے امتحان کے تعلق سے لوگوں کی دو قسمیں ہیں:

1۔ وہ لوگ جنھوں نے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی تکذیب کی ہے جھٹلایا ہے، ایمان لے کر ہی نہیں آئے سرے سے تو ان لوگوں سے اللہ تعالیٰ امتحان لیتا ہی نہیں ہے یہ امتحان کے لائق ہی نہیں ہیں۔

کیا خیال ہے ایسے لوگ امتحان کے لائق ہیں؟ جو شروع سے ہی جو بنیادی چیز ہے امتحان کے لیے اُس پر ان کا یقین اور ایمان نہیں ہے تو ان سے امتحان کس چیز کا لیا جائے؟! امتحان تو اس شخص سے لیا جاتا ہے جس کے دل میں ایمان کا نور ہو، جو سرے سے ہی بے ایمان ہے جس کا کوئی ایمان ہی نہیں تو اس سے کیا امتحان ہو گا! پرائمری کلاس میں پڑھنے والا شخص آپ اس سے کبھی میڈیکل کا امتحان لے سکتے ہیں؟ نہیں لے سکتے وہ اس کے لائق ہی نہیں اس کے قابل نہیں ہے وہ۔ پہلے آپ امتحان دینے کے قابل تو بنیں اور امتحان کی قابلیت ایمان ہے، جہاں پر ایمان وہاں پر امتحان ہے یاد رکھیں ورنہ منافق اور مومن برابر نہ ہو چکے!

آپ منافق اور مومن میں کیسے فرق جانیں گے ؟امتحان سے۔ کلمہ تو زبان سے دونوں نے پڑھا ہے لیکن فرق کیسے جانیں گے آپ کہ مومن کون ہے منافق کون ہے ؟اللہ تعالیٰ کی یہ حکمت ہے کہ امتحان سے اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا ہے کہ مومن کون ہے منافق کون ہے اور پھر نشانیاں بیان کی ہیں منافقین کی جیسا کہ نماز کا بھاری ہونا فجر کی نماز، عشاء کی نماز کا بھاری ہونا منافق کی نشانی ہے اور آج ہمارے معاشرے میں کتنے اتنے منافقین ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے کہ نماز کا وقت ہے "حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ" ((اللہ تعالیٰ کے گھر کا مُنادی اعلان کر رہا ہے) کہ تم خیر چاہتے ہو بھلائی چاہتے ہو تو آؤ مسجد کی طرف، آؤ، فلاح کی طرف، آؤ نماز کی طرف، نماز سونے سے بہتر ہے نیند سے بہتر ہے آؤ اللہ تعالیٰ کے گھر کی طرف)۔ وہ زبان سے تو نہیں کہہ رہا ہے لیکن اس کا حال یہ ہے کہ ارے میں کامیاب ہو چکا ہوں یہ بستر میری کامیابی ہے میں خوش ہوں اپنی زندگی میں مگن ہوں میں۔ منافق ہے !

امتحان ہے اللہ تعالیٰ کا میرے بھائی یہ پانچ نمازیں امتحان ہیں، یہ روزہ امتحان ہے پورا ایک مہینہ رکھتے ہیں رمضان کا، زکوٰۃ دینا امتحان ہے کس کا دل کرتا ہے کہ وہ اپنا پیسہ کسی اور کے دے دے! ہم عوض میں تو دیتے ہیں، میں نے موبائل خریدا ہے پیسے دیئے ہیں اس موبائل کی وجہ سے، عینک خریدی ہے پیسے دیئے ہیں لیکن بغیر کسی چیز کے آپ نے کسی کو پیسے دینے ہیں امتحان ہے۔ آپ کیوں دیتے ہیں فقیر کو؟ صدقات اور خیرات کیوں دیتے ہیں؟ زکوٰۃ کیوں دیتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے دیتے ہیں، امتحان ہے، حج کی مشقت سفر کی مشقت، حج کرتے ہیں زندگی میں ایک مرتبہ امتحان ہے۔

شراب حرام ہے امتحان ہے، سود حرام ہے کس کا دل نہیں کرتا کہ پیسوں سے پیسوں کو کمائے آسان آمدنی ہے کہ نہیں لیکن حرام ہے امتحان ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے اللہ تعالیٰ کے اس امتحان میں کامیاب ہو جاتے ہیں، جس کا ایمان ہی نہیں وہ امتحان کے لائق ہی نہیں۔

2۔ دوسری قسم کے لوگ کون ہیں؟ وہ لوگ جو رسولوں پر ایمان لے کر آئے ہیں اور ان کے اس ایمان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان سے امتحان لیتا ہے یہ امتحان کے لائق ہیں اور ان کے متعلق اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ﴾ بعض لوگوں میں ایسے لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے کر آئے ہیں اللہ تعالیٰ پر لیکن جب ان کو تکلیف پہنچتی ہے لوگوں سے تو لوگوں کے فتنے کو لوگوں کے عذاب کو لوگوں کی تکلیف کو وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی تکلیف ہے یہ دین کی تکلیف ہے، یہ ایمان کی وجہ سے تکلیف پہنچی ہے اس لیے ہم بے ایمان ہی ٹھیک ہیں تو وہ ایمان سے نکل جاتے ہیں دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتے ہیں کافر بن جاتے ہیں۔

اس آیت کی تکمیل میں آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿وَلَئِنْ جَآءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ۭ اَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِيْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِيْنَ﴾ سبحان اللہ، جب کافر سے جنگ ہوتی ہے دیکھیں تلوار سر پر ہے موت سامنے کھڑی ہے کہتے ہیں ہم تو مومن ہی نہیں ہیں ہم مسلمان نہیں ہیں بھئی ہماری جان چھوڑو! اور جب جنگ میں کامیابی ملتی ہے اور مال غنیمت ملتا ہے تو مسلمانوں کو کہتے ہیں بھئی ہم تو تمہارے ساتھ تھے۔ دنیا کے لیے کتنی جلدی وہ مکر جاتے ہیں اور مڑ جاتے ہیں!

سبحان اللہ، اللہ تعالیٰ کتنے پیارے طریقے سے بیان کر رہے ہیں ایک نقشہ بیان کر رہے ہیں ایسے لوگوں کا کہ دیکھو ان لوگوں کا حال کیا ہے نہ ادھر کے ہیں نہ اُدھر کے ہیں۔

اس لیے دیکھیں جو نفاق اکبر کرنے والے ہیں کیونکہ نفاق کی دو قسمیں ہیں، نفاق اعتقادی ہے جو دائرۂ اسلام سے خارج کر دینے والا عمل ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ یہ فرما رہے ہیں یہاں پر، اور دوسری قسم نفاق اصغر ہے اس کو کہتے ہیں النفاق العملی جس کے متعلق پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں، بات کرے تو جھوٹ بولے، وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے اور امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔

یہ جو جھوٹ بولنے والے ہیں وعدہ خلافی کرنے والے ہیں یہ بھی منافق ہیں لیکن دائرۂ اسلام سے خارج نہیں ہیں، یہاں پر اللہ تعالیٰ اس آیت کریمہ میں اُن منافقین کے متعلق بات فرما رہے ہیں جو دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتے ہیں جو دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے ہیں شک کی بنیاد پر۔ یاد رکھیں ایمان کا مطلب ہے یقین، کلمہ توحید کا مطلب ہے یقین جو شک کی وجہ سے دائرۂ اسلام میں داخل ہوتے ہیں وہ مومن ہی نہیں مسلمان ہی نہیں ہیں کیونکہ چھوٹی سی ٹھوکر میں چھوٹے سے امتحان میں وہ فیل ہو جاتے ہیں دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتے ہیں۔

اس آیت کریمہ میں جو اہم پیغام ہیں:

1۔ امتحان کے اعتبار سے لوگوں کی قسموں کا جاننا کیونکہ لوگوں کی دو قسمیں ہیں۔ ظاہر ہے امتحان کون سا؟ یہ دنیاوی پیپر نہیں امتحان نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو امتحان ہوتے ہیں جو مصیبتیں ہیں، مشقتیں ہیں تکلیفیں ہیں یہ امتحان ہے، تو امتحانوں کے اعتبار سے لوگوں کی قسموں کو جاننا۔

2۔ زبان کا قول اور دل کے یقین میں فرق ہے۔

اصل مومن کون ہے؟ جو زبان سے بھی کہتا ہے اور دل سے یقین بھی ہوتا ہے اور جب دل سے یقین ہوتا ہے پھر بدن پر بھی اثر ہوتا ہے اس کا۔

3۔ایمان کی کمزوری کی نشانی اللہ تعالیٰ کے امتحان میں ناکامی ہے۔

4۔لوگوں کا فتنہ اور اللہ تعالیٰ کے عذاب کے فرق کو جاننا ضروری ہے۔فتنہ نہیں امتحان، فتنے کا مطلب امتحان ہوتا ہے۔لوگوں کا عذاب،لوگوں کی وجہ سے تکلیف اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو تکلیف ہوتی ہے اس میں فرق جاننا ضروری ہے۔

5۔اذیت پر تکلیف پر صبر کرنا ایمان کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے(تکلیف کے وقت صبر کرنا ایمان کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے))۔

6۔دین میں مداہنت کرنا حرام ہے۔

مداہنت کسے کہتے ہیں؟ مداہنت کا مطلب یہ ہے کہ کسی کے لیے دین کے کسی حصے کو چھوڑ دینا، کسی کو خوش کرنے کے لیے دین کے کسی حصے کو چھوڑ دینا مداہنت ہے، دین میں کسی کے ساتھ مداہنت کرنا حرام ہے۔

7۔نفاق کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ لوگوں کی تکلیف کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کے برابر کر دیتا ہے۔نفاق کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ لوگوں کی طرف سے جو تکلیف ملتی ہے وہ اسے اللہ تعالیٰ کی تکلیف کے برابر سمجھتا ہے اللہ تعالیٰ کے عذاب اور امتحان کے برابر سمجھتا ہے۔

8۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم امت کے سردار ہیں اللہ تعالیٰ کے امتحان میں کامیابی کی مثال بن چکے ہیں کیونکہ بعض لوگوں کا ذکر تو کیا ہے لیکن دوسرے بعض کا ذکر نہیں کیا۔بعض لوگ تو وہ ہیں جو ناکام ہو چکے ہیں اور بعض لوگ وہ ہیں جو کامیاب ہو چکے ہیں۔وہ کون ہیں؟ بہترین مثال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔

اس آیت کی مناسبت کیا ہے اس باب کے ساتھ؟ باب تو یہ اللہ تعالیٰ کا ڈر اور یہاں پر بعض لوگوں کی بات ہو رہی ہے کہ لوگوں کا ڈر کیا مناسبت ہے؟توحید میں اس کا ذکر کیسے ہو گیا کتاب التوحید میں؟ کہ جو لوگ لوگوں کے ڈر کو اللہ تعالیٰ کے ڈر کے برابر کر دیتے ہیں شرک ہے کہ نہیں؟شرک فی الخوف ہے یہ اور شرک توحید کے منافی ہے۔

آگے شیخ صاحب رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ الله عَنْهُ مَرْفُوعًا"(سیدنا ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں مرفوعاً)۔یعنی مرفوعاً کا کیا مطلب ہے ؟مرفوعاً یعنی پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کرتے ہیں۔مرفوعاً روایت وہ ہے جو پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہو یعنی آپ یہ کہیں کہ "عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ الله عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" یا یوں بھی کہہ سکتے ہیں "عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ الله عَنْهُ مَرْفُوعًا" دونوں ایک جیسی ہیں کوئی فرق نہیں ہے۔

اس کی ضد میں کون سی ہے دوسری؟موقوف۔موقوف کا مطلب ہے صحابی کا قول"موقوف على الصحابي"،تو مصطلح الحدیث میں ان چیزوں کا جاننا ضروری ہے۔مقطوع کون سا ہوتا ہے؟صحابی کے علاوہ کسی کا قول مقطوع ہے۔مقطوع ہے، موقوف ہے، مرفوع ہے۔"مرفوع"سب سے بلند،اوپر۔کس کا فرمان ہے؟پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔موقوف ہے ،صحابی کے فرمان پر موقوف ہے صحابی کا قول ہے۔اور مقطوع ہے تابعی یا اس کے بعد جتنے بھی لوگ ہیں ان کا قول مقطوع ہوتا ہے۔

"وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ الله عَنْهُ مَرْفُوعاً،إِنَّ مِنْ ضَعْفِ الْيَقِينِ أَنْ تُرْضِيَ النَّاسَ بِسَخَطِ اللَّهِ، وَأَنْ تَحْمَدَهُمْ عَلَى رِزْقِ اللَّهِ، وَأَنْ تَذُمَّهُمْ عَلَى مَا لَمْ يُؤْتِكَ اللَّهُ، إِنَّ رِزْقَ اللَّهِ لا يَجُرُّهُ حِرْصُ حَرِيصٍ، وَلَا يَرُدُّهُ كَرَاهِيَةُ كَارِهٍ"(سیدنا ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں، بلاشبہ یہ ایمان اور اللہ تعالیٰ پر یقین کی کمزوری کی علامات میں سے ہیں)۔"من ضعف الایمان"اب باتیں جو بیان کی جارہی ہیں یہ باتیں ایمان کی کمزوری کی علامات اور نشانیاں ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو محفوظ فرمائے۔اُن میں سے پہلی یہ ہے:

1۔"أَنْ تُرْضِيَ النَّاسَ بِسَخَطِ اللَّهِ"(کہ تو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لے کر لوگوں کو خوش کرے)۔اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے لوگوں کو خوش کرنا یہ کمزور ایمان کی اور کمزور یقین کی سب سے بڑی نشانی ہے۔

2۔"وَأَنْ تَحْمَدَهُمْ عَلَى رِزْقِ اللَّهِ"(اور اللہ تعالیٰ نے جو رزق لوگوں کو عطا فرمایا ہے اُس پر تو اُن کی مدح اور ستائش کرے(لوگوں کی مدح کرنا))۔رزق اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اور شکر لوگوں کا کرتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں۔

3۔"وَأَنْ تَذُمَّهُمْ عَلَى مَا لَمْ يُؤْتِكَ اللَّهُ"(اور جو رزق اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو دیا ہے لیکن تجھے نہیں دیا اُس پر تو اُن کی مذمت کرے)۔

4۔"إِنَّ رِزْقَ اللَّهِ لا يَجُرُّهُ حِرْصُ حَرِيصٍ"(یقیناً اللہ تعالیٰ کے رزق کو نہ کسی حریص کا حرص کھینچ کر لا سکتا ہے)۔

5۔" وَلَا يَرُدُّهُ كَرَاهِيَةُ كَارِهٍ"(اور نہ ہی کسی ناپسند کرنے والے کی ناپسندیدگی اسے روک سکتی ہے)۔

یہ عظیم روایت اسے البیہقي رحمۃ اللہ علیہ نے شعب الایمان اور ابو نعیم نے الحلیۃ میں روایت کیا ہے اور یہ روایت جو ہے ضعیف ہے۔

ضعیف روایت ہے علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ ضعیف الجامع میں اسے روایت کرتے ہیں حدیث نمبر 2007 میں،اس کی دو علتیں ہیں"عطیۃ بن جنادۃ العوفی"یہ وہ شخص ہے جو رافضی ہے اور اس کی روایت ضعیف ہے ضعیف حدیث ہے یہ اور دوسری علت جو اس سند میں ہے اس حدیث کی"محمد بن مروان السدّی"یہ بھی ضعیف ہے۔

1۔پہلا سوال کہ ضعیف روایت کتاب میں کیسے آگئی؟ حدیث سنداً ضعیف ہے لیکن معنیً صحیح ہے شواہد کے ساتھ،قرآن اور سنت کے شواہد کے ساتھ۔

2۔دوسری بات یہ ہے کہ اگر اس حدیث کو نکال دیا جائے تو اس باب میں کوئی اثر پڑتا ہے؟ پورے باب پر جو اللہ تعالیٰ سے ڈر کا باب ہے جو شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے باندھا ہے اگر اس روایت کو نکال دیا جائے کوئی اس باب پر اثر پڑتا ہے؟ نہیں۔

تو شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بعض اوقات ضعیف حدیث کو روایت کیا ہے:

1۔ہو سکتا ہے ان کو خبر نہ ہو کہ یہ ضعیف ہے کیونکہ شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ معصوم تھوڑی ہیں۔

2۔دوسری بات یہ ہے کہ ان کو خبر تھی یہ ضعیف ہے لیکن تقویت کے لیے اس باب میں بیان کر دیا ہے بطور دلیل نہیں لیکن بطور شاہد جیسے آیات کا ذکر ہے اور دوسری احادیث کا ذکر ہے اس کے ساتھ یہ حدیث بھی شامل کر دی گئی ہے۔

ورنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پھر وہ بات کرنی جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں فرمائی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں (جس نے میری طرف کوئی بات منسوب کی ہے جان بوجھ کر جو کچھ میں نے نہیں کہا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں دیکھ لے)۔بڑی وعید آئی ہے اس بات پر۔

اس حدیث مبارکہ میں ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خبر دے رہے ہیں ایمان کی کمزوریوں کے متعلق کہ انسان کا جو ایمان ہے وہ کمزور بھی ہوتا ہے اور اس کی نشانیاں بھی ہیں۔بعض لوگ کہتے ہیں کہ کسی مومن کا ایمان کمزور نہیں ہوتا ایمان تو یقین کا نام ہے جیسا کہ میں یہ جانتا ہوں کہ یہ مائیکروفون ہے اب کیا ایمان بڑھے گا اور کم ہو گا میرا؟!

آپ جانتے ہیں کہ یہ مائیکروفون ہے اب آپ کے ایمان میں کوئی زیادتی یا کمی ہو گی ہوتی ہے کہ نہیں؟ ہوتی ہے تو کیسے ہوتی ہے یہ مائیکروفون ہے؟ نہیں ہوتی۔تو وہ کہتے ہیں یہ ہماری دلیل ہے کہ کسی چیز کو جان کر ایمان میں زیادتی یا کمی نہیں ہوتی۔

آپ جانتے ہیں کہ یہ بات غلط ہے کیونکہ کسی چیز کو جاننا اپنے دل سے وہ چیز تو زیادہ یا کم نہیں ہوتی لیکن ایمان کو جاننے اور عام چیز کو جاننے میں فرق ہے۔ایمان کا کیا مطلب ہے؟ مجموعہ ہے تین چیزوں کا "قول باللسان وتصديق بالجنان،وعمل بالأركان، يزيد بالطاعة وينقص بالعصيان" (زبان کا قول،دل سے یقین،پورے بدن سے عمل جو فرمانبرداری سے بڑھ جاتا ہے اور نافرمانی سے کم ہو جاتا ہے)۔

جب ایمان ان تین چیزوں کا مجموعہ ہے کہ زبان کا قول بھی ہے،دل سے یقین بھی ہے اور بدن سے عمل بھی ہے تو جتنا زیادہ آپ عمل کرتے جائیں گے ایمان بڑھے گا یا نہیں جتنا کم عمل کریں گے ایمان کم ہو گا یا نہیں؟ بڑھے گا،کیا خیال ہے!

اس لیے اللہ تعالیٰ کیا فرماتے ہیں ﴿زَادَتْهُمْ إِيمَانًا﴾(الانفال:2)(جب میری آیتوں کو پڑھتے ہیں میرے بندے تو ان کا ایمان اور بڑھ جاتا ہے)۔اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایمان کے ساٹھ سے زیادہ حصے ہیں سب سے بلند حصہ ہے لا الہ الا اللہ۔اور سب سے آخری حصہ کون سا ہے؟''إِمَاطَةُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ"(کسی راستے سے کسی مضر چیز کو ہٹا دینا)"وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الإِيمَانِ"(اور شرم و حیاء بھی ایمان کا ایک حصہ ہے)۔تو یہ حصے ہیں جتنے زیادہ کسی کے دل میں پائے جاتے ہیں اتنا ہی ایمان بڑھتا ہے جتنے کم ہوتے ہیں اتنا ہی کم ہوتا ہے۔تو غلطی کہاں پر ہوئی جو لوگ کہتے ہیں کہ ایمان بڑھتا ہے کم نہیں ہوتا؟ان کے نزدیک ایمان صرف زبان کا قول ہے اور دل کا یقین ہے بس۔اعمال کو وہ ایمان سے خارج کر دیتے ہیں اور ان لوگوں کو کہتے ہیں مرجئہ۔مرجئہ کا یہ عقیدہ ہے کہ جتنے بھی عمل صالح کرتے رہو جتنے بھی اچھے اعمال کرتے رہو ایمان میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا جیسے کہ یہ مائیکروفون ہے جان لیا اب کیسے میرا ایمان زیادہ یا کم ہوتا ہے! ہوتا ہے ایمان زیادہ یا کم ؟ نہیں ہوتا۔

میرے بھائی آپ کس چیز کو ملا رہے ہیں ایمان کے ساتھ ؟! ایک عام خبر کو یا ایک عام چیز کو ایمان کے ساتھ ملا رہے ہیں جن کی تعریف میں فرق ہے۔ایمان مجموعہ ہے اور یہ چیز کس چیز کا مجموعہ ہے یہ تو آپ آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ مائیکروفون ہے بس لیکن ایمان میں عمل شامل ہے اس میں کوئی عمل شامل ہے ؟! میں جانتا ہوں یہ مائیکروفون ہے، میں جانتا ہوں یہ گھڑی ہے، میں جانتا ہوں یہ موبائل ہے، میں جانتا ہوں یہ کتاب ہے۔اب اس میں کون سا عمل شامل ہے کہ میرے اس یقین میں زیادتی ہو یا کمی ہو لیکن ایمان کو تو اللہ تعالیٰ نے جوڑ دیا ہے عمل کے ساتھ جتنا عمل ہو گا اتنا ہی ایمان ہے، نشانی ہے ایمان کی عمل صالح۔تو یہ ایمان کمزور بھی ہوتا ہے اور اس کی نشانیاں بھی ہیں نشانیاں کون سی ہیں؟اُن میں سے بعض کا ذکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔سب سے پہلی نشانی کیا ہے ؟

1۔دیکھیں ہمیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے خاص مقصد کے لیے ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ (الذاریات:56)(جن اور انس کو پیدا کیا اپنی عبادت کے لیے)۔اور پھر یہ بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تمہارے دو راستے ہیں ایک راستہ خیر کا ہے جنت کی طرف اور ایک راستہ شر کا ہے جہنم کی طرف اگر خیر کے راستے پر چلو گے میں راضی ہوں گا اگر شر کے راستے پر چلو گے تو میں ناراض ہوں گا اور اختیار دیا ہے انسان کو لیکن یہ اختیار جو انسان کا اس راستے پر چلنے کا اللہ تعالیٰ کے اختیار کے نیچے ہے تاکہ انسان نہ تو مکمل طور پر خود مختار ہے اور نہ مکمل طور پر مجبور ہے یاد رکھیں، یہ عقیدہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے اور جس کو مزید تفصیل سننی ہے تو تقدیر کے دروس میں میں نے تفصیل بیان کی ہے کہ یہ معمہ ہے کیا اس کا حل کیا ہے تفصیل آپ وہاں پر سن سکتے ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ کی رضا یہ مقصد شرعی ہے یہ ایمان کی نشانی ہے لیکن یہ دیکھا گیا ہے بعض لوگ (پھر بعض لوگوں کی بات آتی ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو محفوظ فرمائے ایسے لوگوں سے) جو لوگوں کو خوش کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کو ناراض کرتے ہیں اس لیے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں"أَنْ تُرْضِيَ النَّاسَ بِسَخَطِ اللَّهِ"(لوگوں کو راضی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو ناراض کرکے)۔

اللہ تعالیٰ نے داڑھی رکھنے کا حکم فرمایا ہے، سچ بولنے کا حکم فرمایا ہے، حسد سے منع فرمایا ہے، غیبت سے منع فرمایا ہے، نفرت سے منع فرمایا ہے، اُوامر اور نہی یہ ہماری زندگی ہے مومن کی زندگی ان ہی اُوامر اور نہی کی بنیاد پر بسر ہوتی ہے لیکن بیوی نے کہا "بھئی سیدھی سی بات ہے داڑھی آپ کو اچھی نہیں لگتی آپ داڑھی رکھتے ہیں تو مجھے عجیب سا لگتا ہے آپ کی شکل عجیب لگتی ہے مجھے اس لیے داڑھی منڈ والو۔ بڑے اسمارٹ لگتے ہو مجھے اچھے لگتے ہو جب داڑھی نہیں ہوتی تمہاری"۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کس میں ہے ؟ داڑھی میں ہے۔ بیوی کی رضا کس میں ہے ؟ کہ داڑھی نہ ہو۔ جو لوگ داڑھی کو بیوی کی رضا کے لیے صاف کردیتے ہیں اس نے حقیقتاً کیا کیا ہے ؟ کہ بیوی کو تو خوش کیا ہے لیکن اپنے ربّ کو ناراض کردیا ہے یہ ایمان کی کمزوری کی نشانی ہے۔

کوئی معاملہ آیا ہے کوئی بزنس پارٹنر ہے اس میں ایک چیز آپ بیچنا چاہتے ہیں اس میں کوئی نقص ہے کہتا ہے "یار اس کو چھپا دو کسی کو کیا پتہ بیچو جان چھڑاؤ اس چیز سے"۔ گاڑی لی ہے اس کا انجن کمزور ہے اوپر سے اچھا رنگ وغیرہ کردیا ہے "اس کو بیچ تو اُس بے چارے کو کیا پتہ ہے اس کو کہیں کہ خود جا کر کسی مکینک کو دکھاؤ کچھ بھی کرواپنی گردن سے یہ گاڑی نکالتے ہیں"۔ یار اس میں نقص ہے بتادو اس کو مسلمان بھائی ہے جیسے ہمیں پسند نہیں ہے اس کو بھی پسند نہیں ہے۔ "نہیں اگر ایسی بات ہے تو ہماری دوستی ٹوٹ جائے گی"۔ تو دوست کو خوش کرنے کے لیے جھوٹ بول کر فریب کرکے اللہ تعالیٰ کو ناراض کیا یہ ایمان کی کمزوری کی نشانی ہے۔

پھر جو لوگ کہتے ہیں کہ ایمان زیادہ کم نہیں ہوتا آپ جانتے ہیں کہ وہ لوگ کیا کہتے ہیں ؟ زبان سے نہیں کہہ سکتے وہ جرأت نہیں کرسکتے لیکن اپنے حالات سے کیا کہتے ہیں ؟ کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایمان اور اس فریبی کا ایمان برابر ہے ! جنگ بدر میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بیٹا عبدالرحمٰن جو ہے کافر تھا بیٹے کے سامنے باپ آگیا۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جنگ لڑ رہے تھے بیٹے نے دیکھا کہ اس کا باپ سامنے آگیا ہے تو تلوار کو روک دیا کہ باپ ہے میرا نہیں مارا۔ پھر جب مسلمان ہوئے بعد میں بیٹھے ہیں گھر میں اپنے والد سے کہتے ہیں بابا آپ کو پتہ ہے کہ جنگ بدر میں ایک مرتبہ آپ میرے سامنے آئے اور میری تلوار آپ کے سر پر تھی میں نے اپنا ہاتھ روک لیا کیونکہ تم میرے باپ ہو۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم اگر اس وقت تم میرے سامنے آتے تو میں تمہارا سر قلم کردیتا میں نہ دیکھتا کہ تم میرے بیٹے ہو تم نے جرأت کیسے کی

کہ تم تلوار اٹھاؤ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو تلوار پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اٹھے گی اس کا سر قلم ہو گا چاہے میرا بیٹا کیوں نہ ہو۔

یہ ایمان ہے میرے بھائیو پہاڑوں سے بھی زیادہ مضبوط اور یہ ایمان ہے کہ داڑھی منڈ والو داڑھی منڈ والی دونوں کا ایمان برابر ہے میرے بھائی؟! اللہ تعالیٰ سے ڈرو کہاں ایمان برابر ہو سکتا ہے! ابھی میں نے چند مثالیں دی ہیں، سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے پورے گھرانے کو عذاب میں تکلیف دے دے کر ان کی والدہ کے دو ٹکڑے کر دیتے ہیں یہ ایمان ہے مضبوط ایمان ہے۔ آج ہم بیوی کو راضی کرنے کے لیے داڑھی منڈوا دیتے ہیں، دوست کو راضی کرنے کے لیے جھوٹ اور فریب کا راستہ اختیار کرتے ہیں کیا دونوں کا ایمان برابر ہوا سکتا ہے؟! ﴿فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ﴾(الحشر:2)۔

2۔دوسری نشانی، رزق اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے لیکن بعض لوگ کیا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کرتے لوگوں کا شکر ادا کرتے ہیں۔ میرے بھائی دیکھیں لوگوں کا شکر ادا کرنا بھی جائز ہے مسئلہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہ کیا جائے یہ مصیبت ہے۔ آپ کی جاب لگی جاب لیس (jobless) تھے کسی کے ذریعے سے کسی کی سفارش سے، یعنی آپ جاب کے مستحق تھے ورنہ حرام سفارش بھی موجود ہے کہ کسی کے حق کو لے کر آپ کو دے دیا جائے، یہ جائز نہیں ہے سفارش یہ حرام ہے میں اس کی بات کر رہا ہوں جو جائز سفارش ہے کہ آپ کو جاب کی ضرورت تھی آپ کے پاس ڈگری بھی ہے، آپ کا حق بھی ہے لیکن آپ کو اس حق سے محروم کیا جا رہا ہے آپ کو کسی نے سفارش کر کے آپ کو اس نوکری پر لگا دیا ہے۔

بعض لوگ کیا کرتے ہیں؟ شکر ادا کرتے ہیں اس شخص سے جس نے یہ مدد کی ہے، اچھی بات ہے کیونکہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں "مَنْ لَا يَشْكُرُ النَّاسَ لَا يَشْكُرُ اللَّهَ" (جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کرتا)۔ لیکن سارے کا سارا شکر اس شخص کے لیے اور ساری کی ساری توانائی اس شخص کے لیے صرف کر دی جائے، صبح و شام اسی کا ذکر کرتے رہیں کہ ارے فلاں شخص نہ ہوتا تو میں آج برباد ہو جاتا، اگر فلاں نہ ہوتا تو آج میں بے روزگار ہوتا، فلاں نہ ہوتا تو آج میں بھوکا پیاسا ہوتا میرے بچے بھوکے پیاسے ہوتے، یہ حرام ہے یہ جائز نہیں ہے شرعاً یاد رکھیں یہ ایمان کمزور کی نشانی ہے کہ سب کچھ اسی شخص کے حوالے کر دے۔

آپ جانتے ہیں کہ رزق اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے آسمان پر اور اللہ کی قسم کھا رہا ہوں تب تک نہیں مر سکتے اس دنیا کو نہیں چھوڑ سکتے جب تک اپنا رزق مکمل نہیں کر لیتے یہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وعدہ ہے، یہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ کوئی بھی نفس اس وقت تک نہیں مرے گی جب تک کہ وہ اپنا رزق مکمل نہیں کرے گی (یاد رکھیں)۔ یہ

بھی جان لیں کہ بھوک اور پیاس کی وجہ سے انسان مرتا نہیں ہے اگر مرا ہے انسان تو لالچ کی وجہ سے اپنی ان بداعمالیوں کی وجہ سے۔

یہ قحط سالی جو آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ کبھی پانی کا بحران ہے، کبھی بجلی کا بحران ہے، کبھی آٹے کا بحران ہے، بحران ہی بحران ہے ہر طرف سے گھیر کر رکھا ہے امت کو یہ ہمارے اپنے اعمال ہیں یہ وہی امتحان ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہ یہ تو کہتے ہیں کہ ہم مومن ہیں نماز پڑھنے والے ہیں ذرا امتحان تو لے کر دیکھیں کیا کرتے ہیں۔ امتحان اللہ تعالیٰ نے لیا بائی پاس راستے نکالے ہیں توبہ نہیں کی، اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ یہ امت توبہ کرے واپس آئے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے اللہ تعالیٰ سے، توبہ کرے اپنے گناہوں کی معافی مانگے اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے التواب ہے الکریم ہے لیکن ان لوگوں نے چور راستے بنائے ہوئے ہیں اس لیے ایک بحران سے دوسرا، دوسرے سے تیسرا۔ ارے یہ بحران آیا ہے یہ حکمران کی وجہ سے آیا ہے ملک کو کھا کر رکھا ہے کچھ چھوڑا نہیں ہے۔ چور دروازہ کھولا ہے!

بھئی کس نے مسلط کیا ہے حکمران کو تمہارے اوپر؟ یہ ظالم حکمران کس کی اجازت سے بیٹھا ہے تمہارے سر پر اور کس وجہ سے بیٹھا ہے؟ تمہارے اعمال تھے اُن اعمال کو اللہ تعالیٰ نے یہ صورت دے دی ہے جو آج ہم دیکھ رہے ہیں۔ یہ ہمارے اعمال ہیں اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن وجہ کیا ہے؟ ہمارے اعمال ہیں، یہ جو ظلم امت پر ہو رہا ہے جو ذلت ہے ہمارے اعمال ہیں۔ ہم توبہ کرنا نہیں جانتے کیونکہ توبہ کرنے میں داڑھی رکھنی پڑے گی، نماز پڑھنی پڑے گی، توبہ کرنے میں زکوۃ دینی پڑے گی، توبہ کرنے میں سچ بولنا پڑے گا، توبہ کرنے میں انصاف کرنا پڑے گا اور ہم اِن سب سے دور ہیں ہم نہیں کر سکتے یہ، جب نہیں کر سکتے تو پھر جیسے اندر سے یہ کالک موجود ہے اللہ تعالیٰ نے چہرے پر بھی یہ کالک لگا دی ہے اور پوری زندگی نعوذ باللہ بعض لوگوں کی یہ کالک اور اندھیرے میں گزر رہی ہے۔

تو کرنا کیا چاہیے تھا ایسے شخص کو؟

کہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور اللہ تعالیٰ کا شکر صرف زبان سے نہیں ادا کیا جاتا میرے بھائیو شکر بھی تین چیزوں کا مجموعہ ہے، زبان سے اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا کہ اللہ تعالیٰ تیرا شکر ہے اللہ تعالیٰ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے تو نے مجھے یہ نوکری عطا فرمائی ہے تو نے مجھے یہ رزق عطا فرمایا ہے، دل سے اس کا یقین کرنا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی اجازت کے بغیر مجھے یہ رزق نہیں ملا اور نہ کوئی مجھے دے سکتا تھا اور بدن پر اس کا عمل اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا﴾ (سبا:13) (اے آل داود! شکر سے کام لو عمل کر کے)۔

توشکر پر کیسے عمل کریں ہم؟آپ کا پورا بدن اللہ تعالیٰ کے تابع ہو جائے اللہ تعالیٰ کے فرمان کا تابع ہو جائے۔اللہ تعالیٰ کا شکر زبان کا شکر کیا ہے؟سچ بولنا،اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا، جھوٹ اور فریب سے بچنا، گالی گلوچ سے بچنا،غیبت سے بچنا، چغل خوری سے بچنا، یہ زبان کا شکر ہے۔

آنکھ کا شکر کیا ہے؟حرام سے بچنا، جس چیز کو حرام کر دیا اس چیز کو نہ دیکھنا۔

کان کا شکر کیا ہے؟حرام چیز سے بچ جانا رُک جانا۔

ہاتھ کا شکر کیا ہے؟اچھے عمل میں ہاتھ کو لگانا نیک اور خیر خواہی کے عمل میں، مسلمانوں کی مدد میں،صلہ رحمی میں، صدقات اور خیرات میں اور ہاتھ کو روکنا ظلم سے،مارنے سے، قتل کرنے سے ہاتھ کو روکنا، یہ ہاتھ کا شکر ہے۔

پاؤں کا شکر کیا ہے؟ہر اس جگہ پر چل کر جانا جہاں پر اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اور ہر اس جگہ سے رُک جانا جہاں اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے یہ پاؤں کا شکر ہے۔

میرے بھائی آپ کا جسم پورے کا پورا اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہے یہ شکر کی حقیقت ہے ہم صرف ایک شکر جانتے ہیں ایک تہائی جانتے ہیں، تیس فیصد جانتے ہیں کہ الحمدللہ والشکر للہ بس۔آگے دل میں یقین ہوتا ہمیں دل میں کیا ہے؟اگر فلاں شخص نہ ہوتا تو آج میں برباد ہو جاتا! یہ ایمان کمزور کی نشانی ہے کمزور ایمان کی انتہا ہے میرے بھائیو۔

3۔اور پھر رزق کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں تیسرے نمبر پر کہ اور جو کچھ تمہیں نہیں ملا تمہاری قسمت میں رزق لکھا نہیں ہے اور کسی اور کو ملا اب اُن لوگوں کی مذمت کرتے ہو جن کو یہ رزق ملا ہے۔

"ارے دیکھو فلان کو کیسے گاڑی میں گھوم رہا ہے! شکل دیکھو اس کی ذرا اس کی داڑھی دیکھو مرسڈیز گاڑی میں گھوم رہا ہے یہ گاڑی اسے زیب نہیں دیتی دیکھو کیسا عجیب سا لگ رہا ہے!"۔بھائیو اگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں یہ رزق نہیں دیا اور کسی اور کو دیا ہے تو پھر اس سے دشمنی کیوں مول لی اس بے چارے نے آپ کا کیا بگاڑا ہے؟!

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت ہے کرم ہے اللہ تعالیٰ کا، تم اللہ تعالیٰ سے یوں دعا ضرور کرو کہ "اے اللہ تعالیٰ جیسے میرے مسلمان بھائی کو یہ رزق عطا فرمایا ہے اللہ تعالیٰ اس رزق کو قائم اور دائم رکھ اس کے لیے اور مجھے بھی عطا فرمائیں بھی تیری رحمت کا طلب گار ہوں میں بھی تیرے رحم کا سائل ہوں سوال کرتا ہوں میں بھی محتاج ہوں"۔اسے کہتے ہیں غبطۃ۔لیکن حسد دل کو بھی جلا دیتا ہے عمل کو بھی جلا دیتا ہے۔

4۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے فرماتے ہیں کہ اچھی جان لو اللہ تعالیٰ کے رزق کو کسی کا حرص کرنا نہیں کھینچ لاتا۔

کوئی شخص کہے ''نہیں میں نے اتنا علم حاصل کیا ہے میرے پاس ڈگری ہے میں پروفیسر ہوں میں اتنا رزق حاصل کر سکتا ہوں، میں جو کچھ کرنا چاہوں میں کر سکتا ہوں ''نہیں ہرگز نہیں! رزق وہی ملے گا جو تمہاری قسمت میں لکھا ہے اس سے ایک دانہ (اللہ کی قسم کھا رہا ہوں میں) زیادہ نہیں ہو گا جب وہ ایک دانہ بھی مکمل ہو گا آخری پھر اس دنیا کا خاتمہ ہے ''اللہ حافظ''۔

اللہ تعالیٰ نے رزق کو زندگی سے کیوں جوڑ دیا جانتے ہیں؟ رزق ہے اور زندگی ہے اللہ تعالیٰ نے جوڑ دیا ہے دونوں کو جب تک رزق ہے زندگی موجود ہے رزق ختم ہوا زندگی ختم ہوئی کیونکہ زندگی کی بنیاد کیا ہے؟ رزق ہی تو ہے۔ کوئی شخص بغیر کھانے پینے کے زندہ رہ سکتا ہے؟ بغیر پانی کے زندہ رہ سکتا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے جوڑ دیا ہے، آخری لقمہ آپ کھاتے ہیں اس کے بعد آپ کی قسمت میں رزق نہیں ہے اس دنیا کے جانے کا وقت آگیا ہے ختم، ایک بوند پانی نہیں پی سکتے اس کے اوپر آپ یاد رکھیں۔

دیکھیں حرص کرنا اچھی بات ہے، سبب کا اختیار کرنا اچھی بات ہے، رزق کی تلاش کرنا اچھی بات ہے لیکن یہ کہنا کہ میں کر سکتا ہوں یہ کس نے کہا تھا؟ قارون نے کہا تھا ﴿اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ﴾ (القصص:78) (ارے یہ جو خزانے ہیں یہ میں نے کمائے ہیں یہ میری کمائی ہے میں کمانا جانتا ہوں یہ میری ذہانت ہے میرا علم ہے (باقی لوگوں کے پاس یہ حربے نہیں ہیں یہ ذہانت نہیں ہے، یہ پیسہ میں نے کمایا ہے یہ خزانے میں نے کمائے ہیں))۔

اتنے خزانے تھے کہ چابیاں اونٹ اٹھاتے تھے (چابیاں خزانے نہیں!) خزانے کی چابیاں جو ہیں وہ خود نہیں اٹھا سکتا تھا۔ آج چابیاں تو ہم جیب میں رکھتے ہیں وہ چابیاں جیب تو دور کی بات ہے ہاتھ میں نہیں اٹھا سکتا تھا اور نہ گدھے پر وہ اٹھا سکتا تھا ایک سے زیادہ اونٹ چابیاں اٹھاتے تھے اتنے خزانے تھے۔ یہ رزق کہاں سے آیا؟ اللہ تعالیٰ سے۔

آپ جانتے ہیں قارون کون تھا؟ ﴿مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى﴾ (القصص:76) بنی اسرائیل میں سے تھا اُن ہی کی طرح ذلیل وخوار تھا غلام تھا اللہ تعالیٰ نے امتحان لیا کہ میں تمہیں رزق دیتا ہوں اور اتنا رزق دیتا ہوں کہ فرعون پریشان ہو جائے۔ فرعون پریشان ہوا کہ ارے اس کے پاس اتنا پیسہ، رزق کہاں سے آیا ہے؟! اور اپنے قریب کر لیا اسے (ورنہ تو سارے ذلیل تھے بنی اسرائیل سارے کے سارے ذلیل وخوار تھے عذاب میں رکھا ہوا تھا) کہ یہ شخص اتنا ذہین ہے، اس کو اتنے حربے آتے ہیں رزق کمانے کے پیسہ کمانے کے اس کو اپنا قریب بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ کا امتحان تھا اسے کیا کہنا چاہیے تھا؟ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ اس نے کیا کہا؟ ﴿اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ﴾ یہ میری کمائی ہے میرا علم ہے، میری محنت ہے میری ذہانت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے کیا کیا؟ ﴿فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ﴾ (القصص:81) ایسے زمین کھلی دھنسی اندر وہ بھی، اس کا گھر بھی اس کے خزانے بھی، آج تک کوئی شخص جانتا نہیں کہاں پر ہیں۔ آج تک! اور بعض لوگوں نے اپنی زندگی وقف کر دی ہے خزانے

ڈھونڈتے ڈھونڈتے یا تو سمندر میں بے چارے غوطے مار مار کر خزانے ڈھونڈتے ہیں اور قارون کا خزانہ تو قصے بھی بہت سارے بنے ہیں کہ قارون کے خزانے کو ڈھونڈنے کے لیے زمین کو پتہ نہیں انہوں نے کہاں تک کھود مارا ہے خزانہ ملا نہیں ہے ان کو۔ اللہ تعالیٰ جب دھنساتا ہے نعوذ باللہ تو زمین کی یہ جو کرسٹ (crust) ہے یہ سب سے کم ہے، کتنا ہے 0.5 پرسنٹ ہے میرا خیال ہے۔ کہاں ہیں سائنس والے کہاں ہیں؟ جو زمین کا کرسٹ ہے قشرۃ جسے کہتے ہیں پوری زمین کی thickness جو ہے اس میں سے 0.5 پرسنٹ ہے دیکھیں 0.5۔ اس کے بعد پھر مینٹل (mantle) آتا ہے پھر نیوکلس (nucleus) آتا ہے پھر نیوکلس کے دو حصے ہیں ایک خارجی ہے ایک داخلی ہے۔

بہر حال، تو انسان کی رسائی جو ہے اس پوری ٹیکنالوجی کے ساتھ وہ کرسٹ میں ہی رہی اندر جا نہیں سکا انسان نہ جا سکتا ہے، اتنا Temperature اور pressure ہے کہ ان کا لوہا پگھل جاتا ہے۔ قارون کے خزانے کو اللہ تعالیٰ نے ایسی جگہ پر دھنسایا ہے جہاں پر انسان پہنچ نہیں سکتا یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کا رزق جو بھی ملتا ہے اس پر شکر ادا کرنا چاہیے اور محنت کرنی چاہیے لیکن یہ کبھی نہ کہیں کہ میری ذہانت ہے، میرا علم ہے، میری محنت ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ تمہیں پاگل پیدا کرتا کبھی جرأت کر سکتے تھے ایک ریال کمانے کی بھی؟! ہاں ریال تو کماتے لیکن کیسے؟ لوگ بھکاری سمجھ کر دیتے۔

انسان کا بس ہے اپنی عقل میں جب میں پیدا ہوا ہوں اپنی عقل کے ساتھ میرا اس میں کتنا کمال ہے؟! کتنا کمال ہے کہ میں انسان پیدا ہوں میرا اس میں کوئی کمال ہے؟! اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کن فیکون۔ اللہ تعالیٰ کے کن فیکون سے یہ درخت پیدا ہوا، یہ زمین پیدا ہوئی، یہ پہاڑ پیدا ہوا، یہ گدھا پیدا ہوا، یہ انسان پیدا ہوا۔ چاہتا تھا تو ہم جانور ہوتے، چاہتا تو آج یہ دیوار ہوتے، چاہتا تو یہ درخت پر پودے ہوتے لیکن اللہ نے چاہا ہے یہ انسان بنے، جب انسان بنے یہ شرف بخشا ہے تو پھر یہ کہنا کہ صرف میں ہی کرنے والا ہوں! پھر توفیق کہ عقل بھی ہے (انسان بھی ہے عقل بھی ہے) لیکن تکلیف اور بیماری ہے۔ میرے بھائی گردے کا درد انسان کو اتنا پریشان کرتا ہے کہ میں نے مردوں کو دیکھا ہے چیختے ہوئے اور روتے ہوئے، مردوں کو دیکھا ہے میں نے بچوں کی طرح چیختے ہوئے اور روتے ہوئے گردے کے درد سے! نعوذ باللہ اگر کوئی ایسا درد ہو انسان کی زندگی میں اور تکلیف ایسی ہو کیا وہ علم حاصل کر سکتا ہے؟ اس کی ذہانت کام آ سکتی ہے اس کے؟ ہر گز نہیں، نہ اس کی ذہانت کام آئے گی اور نہ اس کی عقل کام آئے گی۔

5۔ پھر آگے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں "وَلَا يَرُدُّهُ كَرَاهِيَةُ كَارِهٍ" اگر آپ ناپسند کرتے ہیں رزق کو جو قسمت میں لکھا ہوا ہے وہ ضرور ملے گا۔

کہ ”بھئی اس کے پاس ہے میرے پاس کیوں نہیں ہے میں ناپسند کرتا ہوں، یا بس میں اتنا نہیں حاصل کر سکتا رزق اس لیے بس مجھے پسند ہی نہیں ہے“۔ نہیں، آپ پسند کریں یا نہ کریں آپ نے سبب پر عمل کرنا ہے آپ کی پسندیدگی، ناپسندیدگی یہ کوئی معتبر نہیں ہے ہمارے ذمہ اللہ تعالیٰ نے ایک کام رکھا ہے سبب کو اختیار کرتے ہوئے محنت، رزق کی طلب کے لیے گھر سے نکلو رزق اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔

اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں بڑی پیاری مثال ایک محسوس مثال دیتے ہیں ایک پرندے کی مثال۔ پرندہ کیسے کرتا ہے؟ گھر سے نکلتا ہے خالی پیٹ۔ واپس کیسے آتا ہے؟ اپنا پیٹ بھی بھرا ہوا اپنے چوزوں کے لیے بھی کچھ نہ کچھ چیز لے کر آتا ہے جس سے پیٹ بھر جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں اگر تم اللہ تعالیٰ پر توکل کرو جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے توکل کرنے کا تمھیں پرندوں کی طرح رزق عطا فرمائے، گھونسلے سے نکلتے ہیں خالی پیٹ صبح کو اور شام کو آتے ہیں اپنا پیٹ بھی بھرا ہوتا ہے اور بچوں کے لیے بھی کچھ لے کر آتے ہیں۔ سبحان اللہ

ہم حق کا توکل جانتے ہیں؟ بھئی ہم سے تو پرندے اچھے ہیں سبحان اللہ، گھونسلے سے نکلتے ہیں زمین پر چل نہیں سکتے آسمان پر اڑتے ہوئے کچھ کھا نہیں سکتے اس کے باوجود بھی پیٹ بھر کر آتے ہیں۔ پرندہ زمین پر گرے اگر زمین پر چلے تو کوئی جانور اسے کھالے گا، جانور سے بچے تو کوئی شکاری اس کا شکار کرلے گا اگر اس سے بھی بچ جائے اڑے تو اڑتے وقت کچھ کھا سکتا ہے بے چارا! اس کی ان مشکلات کے باوجود بھی وہ اپنے گھونسلے سے نکلا ہے اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے کہ جس نے مجھے پیدا کیا وہی مجھے رزق عطا فرمائے گا جتنی مشقتیں مصیبتیں ہیں وہی دور کرے گا جس نے مجھے ضعیف اور کمزور پیدا کیا ہے، اس ایمان کے ساتھ گھر سے نکلتا ہے روزانہ اور اپنا پیٹ بھر کر آتا ہے۔ اور کتنے انسان ہیں گھر سے نکلتے ہیں بھوکے اور پیاسے، واپس آتے ہیں بھوکے اور پیاسے، اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی بھی سر پر اٹھا کر آتے ہیں نعوذ باللہ!

اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے اور ان ایمان کو کمزور کرنے والی نشانیوں سے اور ان چیزوں سے اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ فرمائے۔

اس حدیث مبارکہ میں جو اہم پیغام ہیں:

1۔ کہ ایمان زیادہ ہوتا ہے اور کم بھی ہوتا ہے۔

2۔ اعمال ایمان کا حصہ ہیں۔

3۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں، اللہ تعالیٰ کی صفت ہے کہ اللہ تعالیٰ ناراض بھی ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ راضی بھی ہوتا ہے لیکن جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی شایان شان ہے مخلوق کی صفت سے ہٹ کر۔

4۔اللہ تعالیٰ کی شکر کی حقیقت کو جاننا۔کیا حقیقت ہے؟کہ تین چیزوں کا مجموعہ ہے،زبان کا شکر،دل سے شکر اور عمل سے شکر کرنا۔

5۔لوگوں کا شکر جائز ہے بلکہ مستحب ہے بشرطیکہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے بعد۔

6۔اللہ تعالیٰ پر حق توکل کو جاننا(اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے کے حق توکل کو جاننا) کہ کیا ہے۔توکل کی حقیقت کو جاننا آسان لفظ میں کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے سبب پر عمل کرتے ہوئے، محنت کرتے ہوئے رزق کی تلاش اسے کہتے ہیں اللہ تعالیٰ پر توکل۔

7۔خیر اور شر تقدیر میں اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے جو خیر ہمیں پہنچنا ہے وہ پہنچ کر رہے گا،جو شر پہنچنا ہے وہ پہنچ کر رہے گا اسے کوئی دور نہیں کر سکتا۔

8۔حسد اور بغض حرام ہے۔

9۔ایمان کامل کی نشانی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا سب مخلوق کو راضی کرنے سے زیادہ ہو۔

10۔لوگوں کو راضی کرنے میں یا لوگوں کو راضی کرنے کے اعتبار سے لوگوں کی دو قسمیں ہیں،پہلی قسم کے لوگ ایسے ہیں جو لوگوں کو راضی کرتے ہیں اور اپنے ربّ کو ناراض کر دیتے ہیں اور ان کی مذمت کی گئی اور یہ ایمان ناقص کی نشانی ہے۔دوسری قسم کے لوگ وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کو راضی کرتے ہیں ان کا مقصد صرف اللہ تعالیٰ کی رضا ہے اس دنیا میں چاہے لوگ راضی ہوں یا نہ ہوں اور یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے جیسا کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کو راضی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ لوگوں کو اس شخص پر راضی کر دیتا ہے۔

اگلی روایت میں شیخ صاحب رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وَعَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها،أن رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَنِ الْتَمَسَ رِضَى اللَّهِ بِسَخَطِ النَّاسِ رَضِيَ الله عَنْهُ وَأَرْضَى عَنْهُ النَّاسَ وَمَنِ الْتَمَسَ رِضَا النَّاسِ بِسَخَطِ اللَّهِ،سَخَطَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَسْخَطَ عليه الناس" رواہ ابن حبان رواہ ابن حبان فی صحیحہ۔(اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص لوگوں کو ناراض کرکے اللہ تعالیٰ کو راضی رکھے اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جاتا ہے اور لوگوں کو بھی اس سے راضی رکھتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو ناراض کرکے لوگوں کی رضا کا طالب ہو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ناراض ہو جاتا ہے اور لوگوں کو بھی اس سے ناراض کر دیتا ہے)۔اسے ابن حبان اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور یہ صحیح روایت ہے علامہ البانی رحمھم اللہ نے صحیح فرمایا ہے۔

اب یہ روایت جو ہے پہلی ضعیف روایت کی شاہد بن جاتی ہے کیونکہ اِس میں بھی اللہ تعالیٰ کی رضا اور لوگوں کی رضا کا ذکر ہے اور اُس میں بھی اللہ تعالیٰ کی رضا اور لوگوں کی رضا کا ذکر تھا۔

اس حدیث مبارکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں خبر دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا ہر چیز پر مقدم ہونی چاہیے ہر چیز کے آگے ہونی چاہیے اور جس نے اس راستے کو سمجھا ہے اس راستے کو اختیار کیا ہے یقین کے ساتھ تو وہ شخص دنیا اور آخرت میں کامیاب ہوگا۔ دنیا میں اس طریقے سے کامیاب ہوگا کہ اللہ تعالیٰ بھی اس پر راضی ہے اس کا ربّ اس پر راضی ہے اور اللہ تعالیٰ لوگوں کو بھی اس سے راضی رکھے گا۔ اس کے گھر والے، اس کے بیوی بچے، اس کے دوست واحباب اس شخص پر راضی ہوں گے۔ کیوں؟ کیونکہ اس پر اللہ تعالیٰ راضی ہے۔

آج اگر ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ بعض لوگ ہم سے راضی نہیں ہیں تو ہم اپنے آپ کو دیکھیں ذرا کیا اللہ تعالیٰ ہم پر راضی ہے، مکمل طور پر راضی ہے۔ جتنی اللہ تعالیٰ کی رضا ہمارے اوپر ہوگی اتنا ہی لوگ ہم سے راضی ہوں گے یاد رکھیں، اور جتنا ہم اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کریں گے ایمان اور یقین کے ساتھ عمل کے ساتھ اتنا ہی اللہ تعالیٰ کے ہم زیادہ نزدیک اور قریب ہوں گے اور اتنا ہی اللہ تعالیٰ کی رضا بڑھتی جائے گی۔ اور جتنا ہی اللہ تعالیٰ کسی شخص سے ناراض ہوتا ہے تو اتنا ہی لوگ اس سے ناراض ہوتے ہیں۔ لوگوں کی ناراضگی کا مطلب یہ نہیں ہے وہ منہ پر کہیں کہ ہم تم سے ناراض ہیں لیکن لوگ اس سے راضی نہیں ہوتے اگرچہ چہرے پر منہ پر کہہ دیں یار تم بہت اچھے ہو دل میں حقیقتاً وہ بغض سے بھرے ہوتے ہیں۔ کیوں؟ کیونکہ اس شخص نے ایسا راستہ اختیار کیا ہے جس سے اللہ تعالیٰ اس سے راضی نہیں ہے۔

تو مومن کا مقصد یہ ہونا چاہیے اس دنیا میں کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر راضی ہو جائے اور ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب پر راضی ہو جائے ہمیں صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، ہمیں ہماری ذرّیت کو اور سب مسلمانوں کو حق اور باطل میں تفریق کی سمجھ عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کسی مومن پر تب راضی ہوتا ہے جب وہ حق کو سمجھتا ہے اور حق راستہ اختیار کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ تب ناراض ہوتا ہے کسی شخص پر جب وہ حق کے راستے کو دیکھ کر اپناتا نہیں چھوڑ دیتا ہے باطل کے راستے کو اختیار کرتا ہے اور اس باطل کے راستے پر چلتے ہوئے اس کی موت ہو جاتی ہے، نعوذ باللہ من ذلك۔

اس حدیث میں جو اہم پیغام ہیں:

1۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کی صفت کا ثبوت کہ اللہ تعالیٰ راضی بھی ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی شایان شان ہے۔

2۔ اللہ تعالیٰ کی صفت السخط (ناراضگی کی صفت) بھی ثابت ہے۔

3۔اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا مومنوں کی نشانی ہے مومنوں کے ایمان کی نشانی ہے۔

4۔اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اوراحسان ان لوگوں پر ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو راضی کرتے ہیں۔

5۔اللہ تعالیٰ کے احسانوں میں سے ایک یہ احسان بھی ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کو راضی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ لوگوں کو اس سے راضی کر دیتا ہے۔

6۔دنیا اور آخرت کی کامیابی اللہ تعالیٰ کی رضا میں ہے،دنیا میں خوشحالی اور آخرت میں جنت۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے ہمیں علم صالح اور عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے،قرآن اور سنت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے،آمین۔

﴿سُبۡحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الۡعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوۡنَ ۞ وَسَلٰمٌ عَلَى الۡمُرۡسَلِيۡنَ ۞ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ﴾

وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ وَبَارِكْ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِين

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (067.کتاب التوحید) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio